ڈاکٹر عابدہ خواجہ ☆

عورت بحیثیت ماں

عورت بیوی بننے کے بعد جب ماں بنتی ہے' پہلے تو خاوند کی اطاعت اور اس کے گھر کی دیکھ بھال کی اس پر ذمہ داری ہوتی ہے' لیکن ماں بننے کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے' والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتے وقت اللہ تعالیٰ نے ماں کا یوں ذکر فرمایا:۔

حملته امه کرها ووضعته کرها۔ (۱)

یہ ان چند جانبازیوں اور قربانیوں کی طرف اشارہ ہے' جو ہر ماں کو اپنی اولاد کیلئے لازماً کرنی پڑتی ہیں' اس اشارے سے مقصود اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے' کہ کوئی اولاد خواہ کچھ بھی کر ڈالے' لیکن وہ اپنے ماں باپ کے احسان کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ فرمایا' کہ اس کی ماں مہینوں نہایت دکھ کے ساتھ اس کو اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے' پھر وہ جان کی بازی کھیل کر اس کو جنتی ہے' اس کے بعد رضاعت کا دور آتا ہے' اور پورے دو سال وہ اپنے خون کو دودھ بنا کر پلاتی اور پرورش کرتی ہے' مطلب یہ ہے' کہ کون ہے' جو اس کے لئے اتنے دکھ خوشی خوشی جھیل سکے' پھر یہ کتنی بڑی ناسپاسی ہو گی' اولاد کی' اگر وہ اس احساس کو بھول جائے' اور پھر جب ماں اس کے احسان کے محتاج ہوں' تو ان سے بے پرواہی برتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وبالو الدین احسانا اما یبلغن عند الکبر احدهما او کلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا کریما ○ واخفض لهما جناح الذل من الرحمته وقل رب ارحمهما کما ربینی صغیرا○ (۲)

مولانا عبدالماجدؒ ماں کے ساتھ احترام سے بات چیت کرنے اور تہذیب کے ساتھ گفتگو کرنے کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔

"ماں باپ کی خدمت کرتے رہنا شریعت اسلامی کے اہم واجبات میں سے ہے' بڑھاپے کا ذکر اس لئے فرمایا گیا' کہ اس سن میں والدہ معذور ہو کر دوسروں کی محتاج ہو جاتی ہے' اور اس سن میں اس کی خدمت طبیعت کو گراں گزرنے لگتی ہے' ایک حدیث نبوی میں بھی مضمون آیا ہے' کہ بڑا بدقسمت ہے' وہ شخص جو اپنے والدین کا بڑھاپا پائے' اور پھر انہیں خوش کر کے ان کی دعاؤں سے اپنے کو جنت کا مستحق نہ بنائے۔ جب ان کے سامنے "اف" یا "ہوں" کرنے کی بھی ممانعت ہو گئی تو ظاہر ہے' جو چیزیں اس سے بڑھ کر ان کے مقابلہ میں گستاخانہ یا ان کے حق میں تکلیف دہ ہیں' ان کی ممانعت تو کہیں زائد ہو گی' حکم قرآنی سے مراد صرف یہ ہے' کہ والدہ اور والد کو قولاً اور فعلاً بڑی یا چھوٹی کس قسم کی اذیت پہنچانا بھی جائز نہیں صرف لفظ "اف" کے تلفظ سے روکنا مقصود نہیں' چنانچہ والدہ کے ساتھ ادب اور تمیزداری کی تاکید نکلتی ہے' **وقل لهما قولا کریما**۔ سے مخاطبت اور گفتگو میں ان کے ادب و عظمت کا لحاظ رکھنے کا حکم نکل آیا ہے' پھر زبان کے اعتبار سے والدین کے ساتھ' نہایت فروتنی اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے"۔ (۳)

☆ صدر شعبہ اسلامیات' کوئین میری کالج' لاہور

اسلام سے پہلے عورت کی ماں بن جانے کے بعد بھی کوئی عزت نہ تھی' لیکن اسلام کے ذریعہ ماں کے درجہ کو انتہائی بلندی پر پہنچا دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے' کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی؟ قال امک قال ثم من؟ قال امک' قال ثم من؟ قال امک' قال ثم من؟ قال ابوک۔ (۴)

تین مرتبہ آپؐ نے ارشاد فرمایا' کہ تیری بہترین معاشرت کی مستحق تیری ماں ہے' چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔ آپؐ کے اس ارشاد مبارک سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے' کہ اسلام نے ماں کے رتبے کو کس قدر بلند کیا۔ (۵)

حدیث میں ہے:۔

احب العمل الی اللہ فی برالوالدین - اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ (۶)

ھل لک من ام؟ فقال نعم قال الزمھا فان الجنتہ (تحت) عند رجلھا - (۷)

اس کی خدمت کرتے رہو' اس کی خدمت کرنے کی بناء پر تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے' اس لئے کہ عورت ماں کی حیثیت میں اپنی اولاد کیلئے جو کچھ کرتی ہے' وہ مرد نہیں کر سکتے۔

اسماء بنت ابوبکر سے منقول ہے' کہ ان کی مشرکہ والدہ صلح حدیبیہ کے بعد ان کے پاس آئیں' انہوں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:۔

ان امی قدمت علی وھی راغبہ افاصل امی؟ قال: نعم صلی امک قال نعم افاصلھا صلیھا - (۸)

میری ماں میرے پاس آئیں' اور مجھ سے صلہ رحمی کی توقع رکھتی ہیں' کیا میں صلہ رحمی کروں'؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔ اس پر امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال بینما ثلا ثتہ نفر یتما شون اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارھم صخرہ من الجبل فاطبقت علیھم فقال بضھم لبض انظر وا اعمالا عملتموھا للہ صالحہ فادعوا اللہ بھا لعلہ یفر' جھا فقال احد ھم اللھم انہ کان لی والد ان شیخان کبیران ولی صبیتہ صغار کنت ارعی علیھم فاذا رحت علیھم فحلبت بدات بوالدی اسقیھما قبل ولدی وانہ نای الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجد تھما قد ناما فحلبت کما کنت اسقیھما احلب فجئت بالحلاب فقمت عند روسھما اکرہ ان اوقظھما من نومھما واکرہ ان ابدا بالصبیہ قبلھما والصبیتہ یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذلک دابی ودابھم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فاخرج لنا فرجہ نری منھا السماء ففرج اللہ لھم فرجہ حتی یرون منھا السماء - (۹)

ابن عمر سے روایت ہے' جناب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا' ایک موقع پر تین اشخاص جا رہے تھے' انہیں مینہ نے آ لیا' وہ ایک پہاڑ کے غار میں چلے گئے' غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک بڑا سا پتھر لڑک آیا' اور غار کے منہ کو ڈھانک لیا' نکلنے کا رستہ نہ رہا' اس پر ایک نے دوسرے سے کہا' بھائیو! اپنے ان نیک عملوں پر نظر کرو' جو تم نے خاص خدا کیلئے کئے ہیں' اور ان کے ذریعے سے خدا سے دعا کرو' شاید خدا اس پتھر کو ہٹا دے' اور اس

مشکل کو آسان کر دے' ان میں سے ایک شخص نے کہا' خداوندا میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے' اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے' میں ان کا نفقہ حاصل کرنے کیلئے بکریاں چرایا کرتا تھا' واپس آنے کے بعد میں دودھ دوھتا' اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلایا کرتا تھا' ایک دن کا ذکر ہے' کہ مویشیوں کے چرنے کے درخت بہت دور تھے' اور مجھے آتے آتے رات ہو گئی' گھر آکر میں نے والدین کو سوتا پایا' میں نے دودھ دوھا جیسا کہ دودھ دوھا کرتا تھا' اور دودھ کا برتن لئے ہوئے انکے سرہانے کھڑا رہا' کیونکہ مجھے ادھر تو ان کے جگانا ناپسند تھا' ادھر یہ بھی ناپسند تھا' کہ ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلا دوں' اور بچے تھے' کہ مارے بھوک کے میرے قدموں میں لوٹتے اور چیختے تھے' الغرض میں اس طرح کھڑا رہا' یہاں تک کہ صبح کی پو پھٹ گئی' تو اے خدا اگر تو جانتا ہے' کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی اور رضامندی کے تحت کیا ہے' تو اس قدر دروازہ کھول دے' کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں' لہٰذا اللہ نے اتنا دروازہ کھول دیا کہ وہ آسمان دیکھنے لگے۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھے' جنہیں رسول پاکؐ نے خیرالتابعین کے لقب سے نوازا تھا' لیکن آپؐ سے ملاقات نہ کر سکے۔ ایک مومن کی اس سے زیادہ اور کیا تمنا ہو سکتی ہے' کہ اس کی آنکھیں رسول پاکؐ کی دیدار سے روشن ہوں' لیکن حضرت اویسؓ صرف اس وجہ سے آپؐ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے کہ آپؓ کی ماں بوڑھی تھی' آپؓ ان کو تنہا نہ چھوڑنا چاہتے تھے' دن رات انہیں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ فریضہ حج ادا کرنے کی بڑی آرزو تھی' لیکن جب تک آپ کی والدہ محترمہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہ کیا' ان کی وفات کے بعد یہ آرزو پوری کر سکے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وان جاہداک علی ان تشرک بی مالیس' لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔ (۱۰)

جب والدین شرک کی دعوت دیں' تو اس کو قبول نہ کرنے کا حکم ہے' لیکن ساتھ ہی ارشاد ربانی ہے' کہ دنیاوی معاملات میں ان کی عزت کرو' کیونکہ دینی طور پر صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور تابعداری ہو گی' لیکن دنیوی زندگی میں والدین کے حق کو ہی بلند رکھا۔ پھر والدین میں سے والدہ کا درجہ و مقام بلند تو کر دیا گیا۔ جب مشرکہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا' تو مسلمان ماں کا مقام کیا ہو گا۔

حافظ زکی الدین نے عبداللہ بن اوفی کے حوالے سے نقل کیا ہے:۔ کہ انہوں نے کہا

قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ ات' فقال : شاب یجود بنفسہ' فقیل لہ: قل لا الہ الا اللہ' فلم یستطع' فقال : کان یصلی؟ فقال : نعم فنہض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ونہضنا' فدخل علی الشاب' فقال لہ: قل لا الہ الا اللہ' فقال : لم؟ قال لا استطیع قال: کان یعق والدتہ : فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: احیہ والدتہ؟ قالوا نعم قال : ادعوھا' فجات' فقال : ھذا ابنک؟ فقالت نعم فقال لھا : ارایت لواججت نارضخمہ' فقیل لک: ان شفعت لہ خلینا عنہ' والا حرقناہ بھذہ النار' اکنت تشفیعن لہ؟ قالت: یا رسول اللہ اذا اشفع لہ قال: فاشھدی اللہ واشھد بنی قد رضیت عنہ' قالت: اللھم انی اشھد ک' واشھد رسولک انی قد رضیت عن ابنی' فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یا غلام قل: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' واشھدان محمدا عبدہ و رسولہ' فقالھا' فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار۔ (۱۱)

اس طرح ایک اور حدیث میں ماں کی نافرمانی کے ضمن میں علامہ علاؤ الدین الہندیؒ فرماتے ہیں:-

انه کان فیما قبلکم من الام رجل متعبد' صاحب سومعته یقال له جریج و کانت له ام فکانت تاتیه فتنادیه و یشرف علیها فیکلمها' فاتته یوما وهو فی صلاته مقبل علیها' فنادته فجعلت تنادیه رافعه راسها الیه واضعته یدها علی جبهتها : ای جریج ای جریج ثلاث مرات' کل ذلک یقول جریج ای رب امی او صلاتی' فغضبت فقالت : اللهم لا یموتن جریج حتی ینظر فی وجوه الموسسات' وبلغت بنت ملک القریته فحملت' فولدت غلاما' فقالوا لها : من فعل هذا لک من صاحبک؟ هو من الصومعته جریج فما شعر حتی سمع بالفوس فی اصل صومعته فجعل یسالهم ویلکم مالکم؟ فلم یجبوه' فلما رای ذلک اخذ الحبل فتللی' فحطوا یجوون انفه و یضربونه' یقولون : مراء تخادع الناس بعملک' قال : ویلکم مالکم؟ قالو بنت صاحب القریته بنت الملک التی احبلها' قال فما فعلت قالوا : ولدت غلاما' قال: الغلام حی هو؟ قالوا: نعم' قال: فتولوا منی' فتولوا' فصلی رکعتین ثم انتهی حتی مشی الی الشجره فاخذ منها غصنا' ثم اتی الغلام وهو فی مهده فضربه بذلک الغض وقال : یا ابن الطاغیته من ابوک قال : ابی فلان الراعی قالوا: ان شئت بنینالک صومعتک بذهب وان شئت بفضته قال : اعیدوها کما کانت (۱۲)

(متفق علیہ) ریاض الصالحین ۱۳۴-۱۳۵

ایک دن حضرت جریج رحمتہ اللہ علیہ کی ماں ان سے ملنے آئیں' حضرت جریج نماز پڑھ رہے تھے' ماں نے ان کو پکارا جریج! حضرت نے دل میں سوچا اب کیا کروں' ماں کا جواب دوں کہ نماز پڑھوں' آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ خاموش رہیں' اور نماز پڑھتے رہے' دوسرے دن پھر یہی ہوا' ماں آئیں اور اس کو پکارنے لگیں آپ پھر یہی سوچ کر خاموش رہے' نماز پڑھتے رہے' اور ماں کی آواز کا جواب نہیں دیا' تیسرے دن پھر ماں بیٹے کے پاس آئیں' اور آواز دینے لگیں' حضرت جریج یہی سوچ کر کہ آخر نماز میں کیسے جواب دوں' خاموش رہے' یہ دیکھ کر ماں کو بہت دکھ ہوا' اور غصے میں بددعا دی کہ اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ آئے' جب تک کہ بری عورتوں سے اس کا پالہ نہ پڑے- یہ کہہ کر ماں وہاں سے اداس چلی گئیں' کچھ عرصہ بعد ایک دن بنی اسرائیل کے لوگ حضرت جریج کی نیکی اور عبادت کا تذکرہ کر رہے تھے' کہ وہاں کی ایک انتہائی خوبصورت عورت بول اٹھی' تم کہو تو میں اس کو گناہ میں پھانس لوں" اس کے بعد وہ عورت حضرت جریج کے پاس خانقاہ میں پہنچی اور انہیں پرچانے لگی' خدا نے حضرت جریج پر اپنی رحمت نازل کی اور وہ اس بدکار عورت سے صاف بچ گئے' ان سے مایوس ہو کر وہ عورت اس چرواہے کے پاس پہنچی جو حضرت کی خانقاہ میں رات کو سو رہا تھا' وہ اس کے پھندے میں آگیا' اور اپنا منہ کالا کر بیٹھا' پھر جب اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا' تو اس نے یہ مشہور کر دیا' کہ یہ حضرت جریج کا لڑکا ہے' جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ جاؤ اس کی خانقاہ ڈھا دو' اور اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ لوگ حضرت جریج کی خانقاہ پر پہنچے' ان کی خانقاہ کھود پھینکی' اور انہیں خوب مارا پیٹا' پھر ان کی مشکیں باندھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے' جب لوگ انہیں باندھے ہوئے لے جا رہے تھے' تو راستے میں کچھ بدکار عورتیں انہیں اس حالت میں دیکھ کر ہنسنے لگیں' ان کو ہنستا دیکھ کر حضرت جریج بھی کچھ مسکرائے- بادشاہ نے حضرت جریج سے کہا' یہ عورت کیا کہتی ہے' آپ نے کہا' فرمایئے کیا کہتی ہے' بادشاہ نے کہا' یہ کہتی ہے' کہ

بچہ جریج کا ہے' جریج نے کہا کہ بچے کو سامنے لایا جائے' جب بچہ آیا' تو آپ نے کہا مجھے نماز پڑھنے کی مہلت دی جائے' آپ نے نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو آپ نے اپنی انگلی بچے کے پیٹ میں ماری اور فرمایا' بتا بچے! تیرا باپ کون ہے' خدا کے حکم سے بچے کی زبان کھل گئی' اور اس نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے' پھر کیا تھا' لوگوں نے حضرت جریج کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کئے' ان سے معافی مانگنے لگے۔ بادشاہ بھی بہت متاثر ہوا' اور اس نے حضرت جریج سے کہا' حضرت! آپ کی خانقاہ سونے کی بنوا دوں؟ آپ نے فرمایا' نہیں! پھر بولا اچھا چاندی کی بنوا دوں' آپ نے فرمایا نہیں!بس آپ ویسی ہی مٹی کی بنوا دیجئے جیسی پہلے تھی۔

مسلمان اولاد کو سمجھا دیا گیا' کہ ماں کی خدمت کرنا باعث رحمت و بخشش ہے' جب تک ماں راضی نہیں ہوئی' تو کسی قسم کی عبادت نجات کا سبب نہیں بن سکتی' اسلام نے ماں کی (چاہے سگی ہو یا سوتیلی) عظمت کو داغدار ہونے سے جس طرح بچایا ہے' اس کا اندازہ براء بن عازب کی روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

عن یزید بن البراء عن ابیہ فقلت' این ترید فقال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی رجل تزوج نکح امراۃ امہ ابتہ فامرنی ان اضرب عنقہ واخذ مالہ(۱۳)

تعلیم یافتہ خواتین پر اس وقت ایک اور فرض بھی عائد ہوتا ہے وہ یہ کہ اس وقت مغرب زدہ طبقے کی خواتین جس گمراہی، بے حیائی اور ذہنی و اخلاقی آوارگی کی طرف پاکستانی خواتین کو دھکیل رہی ہیں (اور جس طرح حکومت کے ذرائع سے کام لیکر عورتوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے) ان کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا جائے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پر کہیں کہ مسلمان عورت اس ترقی پر لعنت بھیجتی ہے جسے حاصل کرنے کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ کی مقرر کی ہوئی حدیں توڑنی پڑیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کا کام یہ بھی ہے کہ منظم ہو کر اس حقیقی ضرورت کو جس کی خاطر حدود شکنی کو ناگزیر کہا جاتا ہے۔ اسلامی حدود کے اندر پورا کر کے دکھائیں تاکہ ہر گمراہ کرنے والے اور کرنے والی کا ہمیشہ کے لئے منہ بند ہو جائے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

حواشی

۱۔ الاقحاف/۱۵

۲۔ بنی اسرائیل/۲۳-۲۴

۳۔ تفسیر ماجدی ۲/۵۸۲، ۵۸۳

۴۔ مشکوۃ المصابیح ۲/۴۱۸ (کتاب الادب، باب البر والصلہ)، صحیح البخاری بحاشیۃ السندی، ۴/۴۷

۵۔ تدبر قرآن، ۶/۴۳۸

۶۔ مسند احمد بن حنبل، ۶/۴۳۸

۷۔ مسند احمد بن حنبل، ۶/۴۳۸

۸۔ الترغیب والترھیب، ۳/۳۱۶

۹۔ صحیح البخاری بحاشیۃ السندی، ۴/۴۷-۴۸، کتاب مقدس میں بھی والدین کی عزت و عظمت کا اشارہ ملتا ہے۔
"اپنے ماں اور باپ کی عزت کرنا، جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم دیا ہے تاکہ تیری عمر دراز ہو، "استثناء، باب ۵ آیہ ۱۶، ص ۱۷۱/ خروج، باب ۲۰، آیہ ۱۲، ص ۷۲، پر بھی یہی مضمون ہے۔

۱۰۔ لقمان/۱۵

۱۱۔ الترغیب والترھیب، ۳/۳۳۱، ۳۳۲/ کتاب مقدس میں ہے "اور جو اپنی ماں، باپ کی بات نہ مانتا ہو، تب اس کو سب لوگ سنگسار کریں کہ وہ مرجائے، اور سب لوگ کہیں "آمین" لعنت ہے، اس پر جو اپنے ماں باپ کو حقیر جانے اور سب لوگ کہیں "آمین" ، استثناء، باب ۲۰، آیہ ۹، ص ۱۱۳۔ جو کوئی اپنے باپ ماں پر لعنت کرے، وہ ضرور مارا جائے۔

۱۲۔ کنز العمال، ۱۶/۴۷۰، ۴۷۱

۱۳۔ سنن الدارمی، ۲/۷۶ (باب الرجل -تزوج امراۃ ابیہ)

[illegible]

بنى أحد الأغنياء قصراً فخماً، وفرشه بأحدث الأثاث، ودعا الناس جميعا إلى مأدبة فاخرة وأجلس على الباب رجلاً، وقال له: كل من يخرج من القصر سله هل رأيت في القصر عيباً. فأخذ الرجل الجالس على الباب يسأل، فيُقال له ما رأينا في القصر عيباً؟ وأخيراً خرج رجل فقال له: هل رأيت في القصر عيبا؟ فقال له رأيت عيبين في القصر. قال ما هما. فقال الرجل :سيموت صاحبه، وسيخرب القصر في يوم من الأيام.